بسم اللہ الرحمن الرحیم

بِسْمِ اللّٰهِ والحَمْدُ للهِ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيهِ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَالَاهَ ، أَمَّا بَعْدُ :

پوائنٹ نمبر-29: دعوت کا بنیادی موضوع دولت کی تقسیم پر ہونا اگرچہ اقتصادی (معاشرتی) اصلاح کے نام پر ہی کیوں نہ ہو، اسی طرح سے سیاسی عمل پر ہونا اگرچہ سیاسی اصلاح کے نام پر ہی کیوں نہ ہو منہج سلف میں سے نہیں ہے

"لیس من منهج السلف" الفضیلۃ الشیخ محمد بن عمر بازمول حفظہ اللہ،

آج کی نشست میں پوائنٹ نمبر 29 پر بات کرتے ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"ليس من منهج السلف أن يكون موضوع الدعوة الأساس توزيع الثروات ولو باسم الاصلاح الاقتصادي، و لا العمل السياسي ولو باسم الإصلاح السياسي"

(دعوت کا بنیادی موضوع دولت کی تقسیم پر ہونا اگرچہ اقتصادی یا معاشرتی اصلاح کے نام پر ہی کیوں نہ ہو اسی طرح سے سیاسی عمل پر ہونا اگرچہ سیاسی اصلاح کے نام پر ہی کیوں نہ ہو منہج السلف میں سے نہیں ہے)

اس پوائنٹ کا معنی حقیقتاً میں یہ دو مسئلے ہیں اور دونوں لازم اور ملزوم ہیں ایک مسئلہ ہے اور دوسرا اس کا نتیجہ ہے:

1- نمبر ایک جو مسئلہ ہے وہ یہ ہے کہ حکمرانوں پر مال اور دولت کی تقسیم پر اعتراض کرنا کہ وہ انصاف سے کام نہیں لیتے، اور اپنے ہی پیاروں کو نوازتے رہتے ہیں اور دوسروں کو محروم کرتے رہتے ہیں اور صرف خود اپنی جیبیں بھرتے رہتے ہیں، اور مسلمانوں کا مال ہضم کرتے رہتے ہیں اور وہ یہ مسئلہ اس لیے اٹھاتے ہیں کہ معاشرتی اصلاح اس سے ہو جائے اور اُن کے اس عمل سے ملک کی اکانومی (Economy) اور معیشت بہتر ہو گی اور لوگوں کو اُن کے حقوق مل جائیں گے۔

اس سے نتیجہ کیا نکلا جو دوسرا مسئلہ ہے؟

2- اور جب یہ حکمران اس ظلم کی وجہ سے نااہل ہو چکے ہیں تو سیاسی عمل میں جدوجہد کرنا لازمی ہے تاکہ سیاسی اُمور اپنے ہاتھ میں لے کر سیاسی اصلاح کی جائے۔

تو آیئے دیکھتے ہیں کہ جب یہ باتیں منہج السلف میں سے نہیں ہیں تو یہ کس کا منہج ہے اور اس مسئلے میں منہج السلف کیا ہے۔

پہلا مسئلہ کیا تھا؟:

کہ حکمران مال ہضم کر لیتے ہیں مال کی تقسیم ٹھیک طریقے سے نہیں کرتے اپنے پیاروں کو نوازتے رہتے ہیں اور دوسروں کو محروم کرتے رہتے ہیں اپنی جیبیں بھرتے رہتے ہیں کرپشن کرتے رہتے ہیں

یہ پہلا مسئلہ ہے، اس کے لیے ایک ہی حدیث اور ایک قصہ میں بیان کرتا ہوں،

حدیث متفق علیہ حدیث ہے صحیح بخاری مسلم میں سیدنا ابو سعید الخدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ مال غنیمت تقسیم فرما رہے تھے تو ایک شخص آیا جس کا نام ذوالخویصرۃ ہے جو بنی تمیم میں سے ہے تو اس شخص نے کہا:

''يَا رَسُولَ الله اعدِل''(اے اللہ کے رسول! عدل وانصاف کرو)

''فَقَالَ: وَيْلَكَ وَمَنْ يَعْدِلُ إِذَا لَمْ أَعْدِلُ؟''(تمہارے لیے ویل ہو (وعید کا لفظ ہے) کون عدل وانصاف کرے گا اگر میں عدل وانصاف نہیں کروں گا؟)

''قَدْ خِبْتَ وَخَسِرْتَ إِنْ لَمْ أَكُنْ أَعْدِلُ''(یقیناً تُو ذلیل ہوا اور خوار ہوا خسارے میں ہوا اگر میں عدل وانصاف نہیں کرتا)

''فَقَالَ عُمَرُ: يَا رَسُولَ الله ائْذَنْ لِي فِيهِ فَأَضْرِبَ عُنُقَهُ؟''(مجھے اجازت دیجیے کہ میں اس بندے کا سر قلم کردوں)

''فَقَالَ: دَعْهُ''(اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اسے چھوڑ دو)

''فإِنَّ لَهُ أَصْحَابًا''(اس بندے کے ایسے ساتھی ہوں گے یا اس بندے کے ایسے ساتھی ہیں (دوسری روایت میں آیا ہے کہ اس بندے کی کمر سے ایسے لوگ نکلیں گے عنقریب))

''يَحْقِرُ أَحَدُكُمْ صَلَاتَهُ مع صَلَاتِهِمْ''(کہ تم اُن کی نماز کو دیکھ کر اپنی نماز کو حقارت کی نظر سے دیکھو گے)

''وصِيَامَهُ مع صِيَامِهِمْ''(اور اپنے روزوں کو اُن کے روزوں کے سامنے حقارت کی نظر سے دیکھو گے)

''يَقْرَؤُونَ القُرْآنَ''(یہ لوگ قرآن مجید کی تلاوت تو کریں گے)

''لَا يُجَاوِزُ تَرَاقِيَهُمْ''(ان کے حلق سے قرآن اُترے گا نہیں)

''يَمْرُقُونَ مِنَ الدِّينِ كما يَمْرُقُ السَّهْمُ مِنَ الرَّمِيَّةِ''(دین سے ایسے نکلیں گے جیسا کہ تیر شکار سے پار ہو جاتا ہے)؛إلي آخر الحديث۔

یہ سب سے پہلا ظہور تھا خوارج کا اور **ذوالخویصرۃ التمیمی خوارج کا باپ سمجھا جاتا ہے** اور اس کی ابتداء کہاں سے ہوئی؟ اس سے پہلے خوارج کا نام و نشان نہیں تھا یہ شخص کب بولا؟ کس مسئلے میں اس بندے نے زبان درازی کی؟ مال کی تقسیم میں۔

ہمارا موضوع کیا ہے؟ کہ حکمران مال کی تقسیم ٹھیک طریقے سے نہیں کرتے لوگوں کا حق کھا جاتے ہیں ناانصافی کرتے ہیں؛**إلي آخره**۔

تو اس بندے نے دیکھیں کس پر اعتراض کیا؟ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر جن پر وحی نازل ہوتی ہے! اور یقیناً اگر نبی انصاف نہیں کرتا تو پوری دنیا میں کوئی انصاف کر ہی نہیں سکتا لیکن (سبحان اللہ) ان لوگوں کا یہ عجیب سا راستہ ہے اور یہ عجیب سا باپ ہے! وہ شخص چلا گیا اسے قتل نہیں کیا گیا اس لیے تاکہ لوگ منافقین یہ نہ کہیں کہ محمد اپنے صحابہ کو قتل کرواتا ہے (ظاہراً یہ صحابی تھا حقیقتاً یہ صحابی نہیں ہے پتہ ہے؟!)؛ یہ کیا ہے صحابی تھا؟ صحابی نہیں تھا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ **مجموع الفتاویٰ** میں اور ایک اور تصنیف میں غالباً **الصارم المسلول** میں بھی شاید اس وقت بھول رہا ہوں میں فرماتے ہیں کہ یہ شخص جو تھا یہ منافقین میں سے تھا کیونکہ کوئی بھی مومن یہ جرأت نہیں کر سکتا ''يَا رَسُولَ الله اعدِل'' کہ اے اللہ کے رسول صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم عدل وانصاف کریں یعنی آپ عدل وانصاف نہیں کر رہے آپ ظلم کر رہے ہیں! جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عدل پر شک کرتا ہے وہ بھی کافر ہے تو یہ تو یقیناً کہہ رہا ہے: ''اعدِل'' فعل اُمر ہے کہ نہیں؟ کوئی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم دے سکتا ہے مومن بھی ہو سکتا ہے؟! واللہ! ایک دل میں ایمان اور یہ کفر کا اجتماع اکھٹا نہیں ہو سکتا۔

الغرض تو یہ باپ تھا ان لوگوں کا پھر وقت گزرتا گیا سیدنا عثمان کے زمانے میں عبداللہ بن سبا یہودی نے جو شوشہ چھوڑا تھا وہ کیا تھا؟ سیدنا عثمان پر کیا تہمتیں لگی تھیں تہمتوں میں سے؟ مال ضائع کرتا ہے (دیکھیں پھر مال کی بات ہو رہی ہے)، اپنے پیاروں کو نوازتا ہے اور اُن کی تنخواہیں زیادہ بڑھادی ہیں؛ (بغیر تحقیق کے بغیر کچھ دیکھے)۔ اگرچہ سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان تہمتوں کا ازالہ بھی کیا جواب بھی دیا کہ بیت المال سے میں نے تنخواہ نہیں دی اپنی جیب سے دیتا ہوں جو زیادہ دیتا ہوں میں۔

مرضی ہے کہ نہیں اپنی جیب سے کوئی شخص زیادہ دیتا ہے؟ اور سیدنا عثمان کا لقب کیا ہے؟ "عثمان غنی" (پیسے والا شخص ہے)۔ اپنے رشتے داروں کو عہدے دیئے ہیں اور کیوں دیئے ہیں؟ تاکہ ان کو پکڑ بھی سکیں سمجھا بھی سکیں (نصیحت بھی اپنوں کو آسان ہوتی ہے کہ نہیں زیادہ؟ سبحان اللہ)؛ اس کے باوجود بھی یہ معاملہ بڑھتا گیا اور معاملے کی انتہا کہاں تک گئی؟ سیدنا عثمان کی شہادت (رضی اللہ عنہ عن الصحابۃ اُجمعین)۔

دوسرا مسئلہ دیکھتے ہیں:

کہ حکمران نااہل ہے تو سیاسی عمل میں جدوجہد کرنا لازمی ہے تاکہ سیاسی اُمور اپنے ہاتھ میں لے کر سیاسی اصلاح کی جائے

میں دو حدیثیں بیان کرتا ہوں:

1-سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

''إِنَّهَا سَتَكُونُ بَعْدِي أَثَرَةٌ'' (کہ یقیناً میرے بعد اُثرۃ ہوگا (یعنی تمہارا حق چھین کر کسی اور کو ترجیح دے کر تمہارا حق دیا جائے گا یہ اُثرۃ ہے)) ''وَأُمُورٌ تُنْكِرُونَهَا'' (اور ایسے اُمور جن کی تم نکیر کرتے رہو گے) ''قَالُوا: يَا رَسُولَ الله'' (بعض صحابہ عرض کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ''فَمَا تَأْمُرُنَا'' (آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں (اگر ایسا وقت ہم اپنی زندگی میں پائیں ایسے حکمران آئیں جو ہمارا حق ہمیں نہ دیں اور ہمارے اوپر کسی اور کو ترجیح دے کر نااہل لوگوں کو ہمارا حق دے دیں اس وقت ہم کیا کریں؟)) ''قَالَ'' (اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) ''تُؤَدُّونَ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ'' (جو تمہارے اوپر حق ہے اس حکمران کی فرمانبرداری کا سمع و طاعت کا وہ حق اُنہیں دو)؛ اچھا اپنا حق کہاں سے لیں؟ ''وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِي لَكُمْ'' (اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو)؛ سبحان اللہ۔

ارے مال چھین لیتا ہے ہمیں ہمارا حق نہیں دیتا ہے نااہل لوگوں کو دیتا ہے اپنا حق کس سے مانگنا ہے؟ اللہ تعالیٰ سے مانگنا ہے (متفق علیہ حدیث ہے)۔

2-دوسری حدیث، سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص انصار میں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: ''قَالَ: يَا رسولَ اللهِ أَلا تَسْتَعْمِلُنِي كَمَا اسْتَعْملتَ فُلانًا'' (کیا مجھے آپ روزگار نہیں دیتے (جاب نہیں دیتے) جیسا کہ فلاں کو بھی کام پر لگایا ہے؟ (کیا مجھے کسی کام پر نہیں لگاتے؟))۔

اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شخص کو بیت المال میں متعین کر دیا صحابہ کرام میں سے تو کسی کو خبر ملی وہ دوڑتا ہوا آیا کہ آپ نے فلاں کو لگایا ہے کام پر تو مجھے بھی تو کام پر لگائیں (بیروزگاری تھی، سبحان اللہ)، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:'' فَقَالَ: إِنَّكُمْ سَتَلْقَوْنَ بَعْدِي أَثَرَةً ''(یقیناً میرے بعد عنقریب تم لوگ اُثرۃ دیکھو گے (یعنی تمہارا حق تمہیں نہیں دیا جائے گا بلکہ دوسروں کو ترجیح دی جائے گی))''فَاصْبِرُوا حَتَّى تلقَوْنِي علَى الْحوْضِ''(بس تم صبر کرتے رہو جب تک کہ مجھ سے حوض کوثر پر ملاقات نہیں ہوتی)۔(متفق علیہ حدیث ہے)۔

ان دو احادیث میں ہمیں کیا سبق ملتا ہے:

1-حکمران آئیں گے ظالم ہوں گے مال چھینیں گے اور حق تلفی ہو گی۔

2-ہمارا حق یا اہل حق کا حق اُن سے چھین کر نا اہل ناحق لوگوں کو یہ حق دیا جائے گا۔

مال کی تقسیم میں یا عدل ہو گا یا ظلم ہو گا؟ ظلم ہو گا اُثرۃ ہو گا۔

حل کیا ہے؟

1-پہلا حل صبر کرنا ہے اور **صبر کی ضد ہے کہ** حرکت میں آکر خروج کرنا ہے بغاوت کرنی ہے چاہے زبان سے ہو یا عمل سے۔

2-دوسرا کام جو کرنا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے اپنے حق کی دعا کرنی ہے۔

3-اور کیا کرنا ہے حاکم کے لیے؟ اُس کے لیے صبر تو ہم کر رہے ہیں لیکن اُس کا جو حق ہے سب سے پہلے حق دینا ہے اُس کا حق کیا ہے؟ جبکہ وہ مسلمان ہے لیکن ظالم ہے فاسق ہے فاجر ہے کچھ بھی کہہ دیں لیکن اُس کی سمع اور طاعت اُس کا حق ہے وہ حق اُس کو دینا ہے۔

4-ایک اور عمل بھی کرنا ہے اور وہ ہے جیسے میں آگے بیان کروں گا چند کوٹنگز (Quotings) بعض سلف سے کہ اُس کے لیے دعا کرنی ہے، **شرح السنۃ** میں امام البربہاری رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"کہ جب تم کسی شخص کو دیکھو جو حکمران کے لیے دعا کرتا ہے تو جان لو کہ یہ صاحب سنت ہے (صرف اس عمل کو دیکھ کر) اور جب تم ایسا شخص دیکھو جو حکمران پر بددعا کرتا ہے تو جان لو کہ یہ صاحب ہواء ہے اہل الاہواء میں سے ہے"؛ (اللہ اکبر)۔

ایک تاریخی پس منظر سیاست کو دعوت میں شامل کرنے کا کہ دعوت کے منہج میں سیاست کو شامل کرنا اساس ہے کس نے کیا سب سے پہلے؟

بہترین زمانے میں کس نے کیا اور ہمارے زمانے میں کون کر رہا ہے؟

ایک جلدی سے مختصر سا تاریخی پس منظر:

1-سب سے پہلے خوارج اُن کا ایک معروف اصول ہے کہتے ہیں: ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ (اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان حق ہے کہ فیصلے کا حق حاکمیت کا حق حکم کا حق کس کا ہے؟ صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے (یوسف:40))؛ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کی اوڑ میں جو شر چھپایا ہے وہ یہ ہے کہ اُن کے نزدیک اس آیت کریمہ کا مفہوم یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور وہ صحابہ جو سیدنا علی کے ساتھ ہیں یا وہ صحابہ جنہوں نے فیصلے کو مان لیا

تحکیم کو مان لیا جنگ صفین کے بعد سارے کے سارے کافر ہیں (کیا اللہ تعالٰی کے اس فرمان سے یہ مراد ہے؟!)؛ وہ کیوں؟ کیونکہ اُن کے نزدیک سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا معاویہ اور جو صحابہ ان کے ساتھ تھے اور اس فیصلے پر راضی تھے وہ سارے کے سارے کافر ہو چکے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما جب ان خوارج کے پاس نصیحت کے لیے گئے تو کیا فرمایا جملوں میں جو پہلا جملہ تھا؟

"جئتكم من عند أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم، وليس فيكم منهم أحد"

(میں تمہاری طرف اللہ تعالٰی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کی طرف سے آیا ہوں اور تم میں اُن میں سے کوئی بھی نہیں ہے)

کیا مطلب ہے اس کا؟ مطلب یہ ہے کہ خوارج ایک طرف صحابہ دوسری طرف، سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ خوارج میں ایک صحابی بھی ہو۔

تو دو جدا راستے ہمارے سامنے آئے ہیں ایک صحابہ کا راستہ ہے اور دوسرا صحابہ کے دشمنوں کا راستہ ہے جنہوں نے صحابہ کرام پر تلوار اُٹھائی ہے۔

2-دوسرا گروہ معتزلہ کا ان کے پانچ اصول ہیں اُن میں سے ایک اصول ہے "**الأمر بالمعروف والنهي عن المنكر**": خوبصورت اصول ہے؛ خوارج نے ﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ﴾ اس آیت کریمہ کو سامنے رکھا اور صحابہ کی تکفیر اس بنیاد پر کی انہوں نے کیا کیا؟ ایک اصول بنایا کیا اصول ہے؟ بھلائی کا حکم دینا ہے اور بُرائی سے روکنا ہے اور اس کے پیچھے انہوں نے چھپایا ہے اصل مقصد اس اصول کا کیا ہے کہ ظالم حکمران پر خروج کرنا ہے بغاوت کرنی ہے۔

واصل بن عطاء اور عمرو بن عبید نے معروف جلیل القدر تابعی امام حسن البصری کی مجلس ہی کو نہیں چھوڑا بلکہ اُن کے منہج کو بھی چھوڑ دیا الگ ہو گئے، اپنے استاد جلیل القدر تابعی امام حسن البصری رحمہ اللہ سے الگ ہوئے اپنا الگ سے گروہ بنایا اور معتزلہ کے نام سے معروف اور مشہور ہوئے۔

ایک راستہ تابعین کا اور دوسرا راستہ تابعین کے مخالفین دشمنوں کا راستہ ہے دو جدا جدا راستے ہیں تو اس سے یہ ثابت ہوا کہ راستے صرف دو ہیں:

(۱) ایک صحابہ اور تابعین اور سلف کا راستہ ہے اہل سنت والجماعت کا راستہ ہے۔

(۲) اور دوسرا اُن کے مخالفین اُن کے دشمنوں کا خوارج معتزلہ اہل بدعت کا راستہ ہے۔

واضح ہوا؟ ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ ہم کس کی اتباع کر رہے ہیں اور کس کے راستے پر چل رہے ہیں لازم ہے کہ نہیں آیئے دیکھتے ہیں۔

دور حاضر میں بعض ایسی جماعتیں موجود ہیں جو اسلام کی طرف دعوت دیتی ہیں اور اپنے نام کے ساتھ اسلام کو بھی جوڑا ہوا ہے جن کی دعوت کی بنیاد اور اساس اسی سیاست پر قائم ہے سیاسی عمل پر قائم ہے ان میں سے میں ترتیب کے ساتھ کوشش کرتا ہوں کہ ڈیٹ بھی بتا دوں:

1-**اخوان المسلمین** کے بانی حسن البنا سن 1928 میں۔

2-**جماعت اسلامی** مودودی نے قائم کی ہے سن 1941 میں۔

3-**حزب التحریر** اس کے بانی ہیں تقی الدین نبہانی سن 1953 میں۔

4-**جماعت التکفیر والھجرۃ** اس کا بانی شکری المصطفیٰ سن 1971 میں۔

5-**جمعیت احیاء التراث الاسلامی** عبدالرحمن عبدالخالق کویت میں سن 1982 میں۔

6-**جماعت الدعوۃ** حافظ بانی حافظ محمد سعید ہیں اور 1985 میں۔

7-اس کے بعد **القاعدۃ** آئی بن لادن نے بنیاد رکھی 1988 میں۔

8-پھر طالبان ملا عمر کی قیادت میں 1995 میں اور حکومت ان کو ملی 1996 میں۔

9-پھر آخر میں (بیچ میں اور بھی ہیں لیکن جو زیادہ مشہور ہیں) **داعش** ابو بکر بغدادی کی قیامت میں 2014 میں۔

سبحان اللہ؛ **ابتداء کہاں سے ہوئی؟ خوارج سے۔**

میں نے کہا کہ راستے دو ہیں تین نہیں ایک سلف کا راستہ ہے صحابہ تابعین اور سلف کا دوسرا اُن کے مخالفین کا راستہ ہے، آیئے دیکھتے ہیں کہ یہ لوگ کہاں پر ہیں اور پھر اپنا محاسبہ کرتے ہیں کہ ہم لوگ کہاں پر ہیں۔

اخوان المسلمین دور حاضر میں 1928 میں حسن البنا نے بنیاد رکھی اور سید قطب نے جو بھی علمی مادّہ ہے اِن کا سید قطب نے دیا ہے، اور قطبی آپ نام سنتے ہیں وہ بھی اخوان المسلمین میں سے ہیں پھر ان ہی میں سے حماس جو ہیں اور دوسرے نکلے ہیں، ان ہی میں سے نکلے ہیں سارے میں نے اُن کا نام نہیں لیا کیونکہ یہ زیادہ معروف اور مشہور ہیں اور دور حاضر میں اخوان المسلمین کی جتنی بھی باقی جماعتیں نکلی ہیں یہ سب آف شوٹس (Offshoots) ہیں اخوان المسلمین کی یہی سمجھ لیں آپ، دور حاضر میں جتنا بھی فتنہ فساد ہے اخوان المسلمین اور جماعت اسلامی مودودی کی تعلیمات سے یہ سب نکلے ہیں۔

الغرض میں ان میں سے بعض کوٹنگز (Quotings) آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ کیا واقعی ان لوگوں نے یہ بات کہی ہے کہ نہیں کہی ہے اور اگر کہی ہے تو کیا کہی ہے۔

1-مودودی **جہاد کی حقیقت** صفحہ نمبر 11 میں لکھتا ہے:

"خلق خدا کی اصلاح کے لیے اٹھو حکومت کے غلط اصول کو صحیح اصول سے بدلنے کی کوشش کرو ناخدا ترس اور شُتر بے مہار قسم کے لوگوں سے قانون سازی اور فرمانروائی کا اقتدار چھین لو اور بندگان خدا کی رہنمائی اور سربراہ کاری اپنے ہاتھ میں لے کر خدا کے قانون کے مطابق آخرت کی ذمہ داری اور جوابدہی کا اور خدا کے عالم غیب ہونے کا یقین رکھتے ہوئے حکومت کے معاملات انجام دو اسی کوشش اور اسی جدوجہد کا نام جہاد ہے"۔

حقیقت الجہاد صفحہ نمبر 11؛ صفحہ نمبر 3 میں اس سے پہلے دیکھیں اسی کتاب میں **حقیقت الجہاد** میں مودودی کہتا ہے:

"مختصر الفاظ میں تو صرف اتنا کہہ دینا ہی کافی ہے کہ وہ مقصد انسان پر سے انسان کی حکومت مٹا کر خدائے واحد کی حکومت قائم کرنا ہے اور اس مقصد کے لیے سر دھڑ کی بازی لگادینے اور جان توڑ کوشش کرنے کا نام جہاد ہے اور نماز روزہ حج زکوۃ سب کے سب اسی کام کی تیاری کے لیے ہیں"۔

اور صرف یہاں تک نہیں حکمران کے تعلق سے اور سیاسی عمل کو اپنی دعوت کی اساس بناتے ہوئے وہ یہاں تک پہنچ گئے کہ خلافت اور ملکیت میں ان کا جو موقف ہے صحابہ کرام کے تعلق سے اور خصوصی طور پر سیدنا عثمان رضی اللہ تعالٰی عنہ کے تعلق سے کسی سے مخفی نہیں ہے کہ صحابہ

کرام پر کس طریقے سے خصوصی طور پر سیدنا معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت پر طعنہ زنی کرنا بلکہ بات یہاں تک پہنچی کہ سیاسی مسئلے کو اس طریقے سے اپنی دعوت میں ایک اساس بنایا کہ اللہ تعالیٰ کے نبی یوسف علیہ الصلاۃ والسلام پر بھی انہوں نے عجیب سی تہمتیں لگائیں!

تفہیمات جلد نمبر4، صفحہ نمبر122 میں کہتے ہیں:

"یہ محض وزیر مالیت کے منصب کا مطالبہ نہیں تھا جیسا کہ بعض لوگ سمجھتے ہیں بلکہ یہ ڈکٹیٹر شپ (Dictatorship) کا مطالبہ تھا اور اس کے نتیجے میں سیدنا یوسف علیہ الصلاۃ والسلام کو جو پوزیشن حاصل ہوئی وہ قریب قریب وہی پوزیشن تھی جو اس وقت اٹلی میں مسولینی کو حاصل ہے"۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی کو جا کر ملانا مسولینی کے ساتھ ایک ڈکٹیٹر (Dictator) کے ساتھ یہ سیاست میں شدت کا ایک واضح نمونہ ہے کہ کوئی شخص اتنی اپنی دعوت میں سیاست کی اہمیت کو سمجھتا ہے آپ اس سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔اب یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس میں کوئی حرج نہیں ہے اور بعض لوگ حق سمجھتے ہیں (سبحان اللہ) اسے کہتے ہیں جہل بلکہ جہل مرکب۔

2-سید قطب کی میں چند کوٹنگز (Quotings) آپ کے سامنے رکھتا ہوں سید قطب کا نام بھی بیچ میں آیا ہے اخوان المسلمین کے تعلق سے،

العدالة الاجتماعية صفحہ نمبر107 میں کہتا ہے سید قطب:

"اور آخر میں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بغاوت ہوئی جس میں حق و باطل اور خیر و شر مل گیا گڈمڈ ہو گیا لیکن جو ان چیزوں کو اسلام کی نظر سے دیکھے گا اور ان کو اسلامی روح سے محسوس کرے گا وہ ضرور اس بات کا اقرار کرے گا کہ یہ انقلاب عمومی طور پر اسلامی روح کا دھماکہ تھا (سیدنا عثمان کے خلاف جو انقلاب تھا وہ اسلامی روح کا دھماکہ تھا)"۔

دھماکہ تو تھا لیکن واللہ! اسلامی روح کا نہیں تھا، یہ دھماکے جو آج دیکھ رہے ہیں نا وہی اسی دھماکے سے یہ سب دھماکے ہیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے گھر آج محفوظ نہیں ہیں! یعنی کوئی شخص یہ کہہ سکتا ہے؟! سیدنا عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ستّر سال سے زیادہ عمر تھی بزرگ ہیں تیسرے خلیفہ راشد ہیں بیدردی سے اُن کے گھر کے اندر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہوئے قتل کیا گیا ہے اور یہ شخص کہتا ہے کہ اُن کے خلاف جو انقلاب تھا اسلامی روح کا دھماکہ تھا؟! یہ اسلامی انقلاب تھا؟!

اور مودودی صاحب کہتے ہیں: "کہ خمینی کا انقلاب اسلامی انقلاب تھا"۔

سید قطب کہتا ہے: "کہ سیدنا عثمان کے خلاف جو انقلاب تھا یہ اسلامی انقلاب یعنی اسلامی روح کا دھماکہ تھا"۔

ظلال القرآن تفسیر میں جلد نمبر3 صفحہ نمبر1451 میں کہتا ہے سنیں ذرا:

"اسلامی قوانین کی بنیادوں پر اس کی جگہ دوسری حکومت قائم کرنا اور اس کے ذریعے دوسری حکومتوں کو بدلنا اور یہ اہم اور ضروری کام ہیں، اسلامی انقلاب لانے کا کام جو کسی خاص خطے تک ہی محدود نہ رہے بلکہ عام ہو بلکہ اسلام جو چاہتا ہے اور اس کا نصب العین ہے کہ اس طرح کا انقلاب ہر جگہ پر برپا کیا جائے اور یہی اس کا سب سے بلند مقصد اور اس کی حتمی منزل ہے جو وہ چاہتا ہے کہ اس کی نظر دیکھے مگر ایسا نہیں ہوتا کہ مسلمانوں یا اسلامی جماعتوں کے اراکین اس کام کو شروع کریں مطلوبہ انقلاب برپا کرکے اور اس چیز کی کوشش کریں تاکہ اپنے ملکوں میں جہاں وہ رہتے ہیں حکومت کے نظام میں تبدیلی لائیں شریعت میں سیاست کی غلط تفسیر نے سیاست کو شریعت سے الگ کر دیا ہے"۔

واضح ہے: **"شریعت میں سیاست کی غلط تفسیر نے سیاست کو شریعت سے الگ کر دیا ہے":**

شریعت میں سیاست کی غلط تفسیر کا خوفناک نتیجہ آج دہشت گرد تنظیمیں ہیں، شریعت اور سیاست خوارج نے ایجاد کی ہے، میں دلیل پہلے بیان کر چکا ہوں ذوالخویصرۃ التمیمی اور صحابہ کرام کے خلاف خوارج کا خروج اور بغاوت اور صحابہ کرام کو تنقید کا نشانہ بنایا ہے بالکل ویسے جیسا کہ صوفیوں نے شریعت اور طریقت کو ایجاد کیا ہے اور انہوں نے شریعت اور سیاست کو ایجاد کیا ہے۔

صوفیوں کے نزدیک شریعت اور طریقت اور ہے،اِن کے نزدیک شریعت کے اگر اصول دیکھتے ہیں تو پھر سیاست الگ سے نہیں کر سکتے۔

حکمران کی فرمانبرداری اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے اصولوں میں سے ایک اصل ہے اوراِن کے نزدیک اگر اصولوں پر عمل کرتے ہیں نصوص پر عمل کرتے ہیں تو اسی سیاست پر عمل کرنا پڑے گا نا تو یہ اپنی سیاست اپنی دعوت میں شامل کرتے ہیں اس کو اساس بنا دیتے ہیں اور پھر خروج کی طرف دعوت دیتے ہیں تو شریعت اور سیاست یہ حقیقتاً جیسا کہ صوفی طریقتاً صوفی ہیں یہ لوگ سیاستاً حزبی ہیں۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ اس مسئلے میں سلفی علماء کا کیا موقف ہے:

1- شیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نصیحت کرتے ہیں بڑی پیاری نصیحت ہے،ایک شخص سوال کرتا ہے کہ مسلمان جو احزاب ہیں سیاسی حزب جو بنے ہوئے ہیں مسلمانوں کے جو علمانیت (سیکولرازم)اور شیوعیت کے خلاف اپنے کام جاری کیے ہوئے ہیں یا ان کے علاوہ جو بھی دشمنانِ اسلام ہیں اُن کے خلاف حکمت کیا ہے کہ ہم ان احزاب کا ساتھ دے کر ان دشمنانِ اسلام کا مقابلہ کریں یا ہم سیاسی عمل کو مطلقاً طور پر چھوڑ دیں اور ان احزاب کو چھوڑ دیں؟

جواب: شیخ صاحب فرماتے ہیں:

"حکمت یہ ہے ان احزاب کے تعلق سے کہ ہم وہی کام کریں جس پر سلف صالح قائم تھے کہ صحیح راستہ اپنے لیے اور پھر دوسروں کی اصلاح کے لیے سلف کا راستہ اختیار کریں اور اس میں کفایت ہے دشمنوں کا ردّ کرنے کے لیے سلف کا راستہ ہی کافی ہے، دوسرے فرقوں کے ساتھ جو گمراہ فرقے ہیں ان کے ساتھ کام کرنا جو ہے جو اسلام کی طرف اپنی نسبت کرتے ہیں یہ تو دشمنوں کو مزید اہل اسلام پر شدت اُخذ کرنے کا اور ان کی عداوت بڑھانے کا ایک ذریعہ ہے کیونکہ وہ جو دشمنانِ اسلام ہیں وہ ہمارے اوپر حملہ آور ہوں گے انہی بدعتی راستوں سے جو ہم نے اہل بدعت کے ساتھ اُن کا ساتھ دے کے ایجاد کیے ہیں اور وہ یہ کہیں گے کہ تم لوگ تو یہ اور یہ کہتے ہو (تم لوگ یہ اور یہ یعنی بدعتی باتیں جو اہل بدعت کرتے ہیں تم لوگ بھی یہ باتیں کرتے ہو) کیونکہ ہم سب اہل کفر کے سامنے یا دشمنانِ اسلام کے سامنے ایک ہی جیسے ہیں وہ یہ فرق نہیں جانتے کہ یہ سنّی ہے یا یہ بدعتی ہے تو اس اجتماع سے (اہل سنت،اہل بدعت کے اجتماع سے) مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچے گا اور ہم ان سب کو چھوڑ دیتے ہیں (یعنی حزبی جتنی بھی گروہ بندیاں ہیں سیاسی احزاب ہیں سب کو چھوڑ دیتے ہیں) اور ہم ایک راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں اور وہ ہے سلف صالحین کا راستہ اور یہ راستہ ہی کافی ہے اور یہ فکر جو کہتی ہے کہ ہم سب ایک ہو جائیں اہل سنت اور اہل بدعت سب مل جائیں دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے یہ ویسی بات ہے جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ صحیح احادیث کے ساتھ ضعیف احادیث کو بھی ملا دو ترغیب اور ترہیب میں تاکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری میں پیش قدم ہوں اور معصیت سے دور بھاگیں"۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "یہ خطاء ہے یہ غلط ہے یہ درست نہیں ہے جیسا کہ ضعیف احادیث کا سہارا نہیں لیا جاتا ترغیب اور ترہیب کے باب میں اِلَّا یہ کہ کوئی شخص اُن کے ضعف کو بیان کرے اس شرط پر تو کوئی حرج نہیں ہے اور صحیح احادیث میں ہی کفایت ہے (ترغیب اور ترہیب ہو یا کوئی بھی شریعت کے تعلق سے کوئی مسئلہ ہو)"۔

اسی طریقے سے سلف صالحین کا راستہ ہی جو ہر بدعت سے خالص ہے اور پاک ہے وہی راستہ ہی کافی ہے اور جتنے بھی تحزب ہیں اور حزبی اور سیاسی احزاب ہیں اگر ان کو ملایا جاتا ہے ان کے ساتھ کام کیا جاتا ہے سلف صالحین کے راستے کو چھوڑ کر یا ان سب کو ملایا جاتا ہے تو اس کی مثال کیا ہے ؟ جیسا کہ ضعیف احادیث کا بھی سہارا لیا جاتا ہے۔ اور ضعیف احادیث کا سہارا لینے میں کوئی خیر ہے ؟ کوئی خیر نہیں ہے۔

اس لیے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ سیاسی احزاب کا سہارا لے کر یا ان سے مدد طلب کر کے اہل کفر اور دشمنانِ اسلام سے مقابلہ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے اور یہ جائز نہیں ہے۔ (اور شیخ صاحب نے ویب سائٹ ہے "النہج الواضح" میں اس کو بیان کیا ہے)۔

2- شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ **سلسلة الهدیٰ والنور** میں فرماتے ہیں:

"کہ آج سیاسی عمل میں مصروف ہونا یہ دعوت کی دو بنیادوں سے غافل کر دیتا ہے دو بنیادیں **تصفية اور تربية** ہیں، **تصفية** سے مراد دین کو شرک اور بدعت اور ہر شائبہ سے پاک کرنا یہاں تک کہ دین جو ہے پاک اور صاف ہو جائے پھر **تربية** یعنی اس صاف اور پاک دین پر لوگوں کی تربیت کرنا"۔

جو سیاست کو اپنی دعوت میں اساس بناتا ہے وہ دعوت کی ان دو بنیادوں سے غافل ہو جاتا ہے اور ان سے دوری اختیار کر لیتا ہے اور واللہ! یہی حقیقت ہے، آپ کوئی بھی حزب دیکھ لیں جتنے بھی آج احزاب موجود ہیں ان کی جدوجہد دیکھیں ان کا کام دیکھیں تصفیۃ اور تربیۃ میں کتنی وہ محنت کرتے ہیں اور سیاست کی کتنی باتیں کرتے ہیں۔

یہاں تک کہ شیخ صاحب نے آگے مثال بھی دی ہے کہ بعض لوگ ڈیموکریسی (Democracy) کے پارلیمنٹ میں جا کر ممبر بنے ہیں وزارت بھی حاصل کر لی ہے جبکہ یہی لوگ یہ کہتے تھے کہ کفریہ نظام ہے اس کفریہ نظام کے وزیر بھی بن چکے ہیں اور اس نظام کو تھوڑا سا بھی تبدیل نہ کر سکے"؛ (سبحان اللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: "ہم اپنی دعوت ان دو چیزوں پر دو جو بنیادیں ہیں دعوت کی اس پر قائم کر کے چلتے ہیں تصفیۃ ہے پہلے اور پھر تربیۃ ہے اور یہی دعوت کی اساس ہیں"۔

آخر میں: تو پھر حکمرانوں کی کرپشن اور ظلم کا حل کیا ہے کیا ہم خاموشی سے تماشہ دیکھتے رہیں؟

کیا حل ہے ؟ حل اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بڑے پیارے انداز میں اور مکمل وضاحت کے ساتھ بیان فرمایا ہے اور میں آپ لوگوں کو سامنے دو حدیثیں بیان کر چکا ہوں کیا حل ہے ؟ پہلے دلیل دو حدیثیں متفق علیہ حدیثیں:

1- پہلی حدیث سیدنا عبد اللہ بن مسعود کی حدیث میں بیان کر چکا ہوں متفق علیہ حدیث ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "عنقریب میرے بعد تم لوگ اَثرۃ دیکھو گے اور ایسی چیزیں جن کی تم نکیر کرو گے انکار کرتے رہو گے"، صحابہ کرام عرض کرتے

ہیں: "يَا رَسُولَ الله فَمَا تَأْمُرُنَا": آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں اس وقت؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: "تُؤَدُّونَ الحَقَّ الَّذِي عَلَيْكُمْ وَتَسْأَلُونَ اللهَ الَّذِي لَكُمْ": اُن کا حق اُن کو دو (حکمرانوں کو دو)، ظالم ہیں فاسق ہیں فاجر ہیں کچھ بھی ہیں وہ جانے اُن کا ربّ جانے، بغاوت نہ کرو اُن کا حق فرمانبرداری کا سمع وطاعت کا اُن کو دو (واضح ہے کہ فرمانبرداری کرنی ہے "**في غير معصية الله سبحانه وتعالىٰ**") اور اپنا حق اللہ تعالیٰ سے مانگو۔

2- دوسری حدیث سیدنا اسید بن حضیر رضی اللہ عنہ کی حدیث جس میں ایک انصاری صحابی عرض کرتے ہیں کہ مجھے بھی اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی کام دیجئے جیسا کہ فلاں کو آپ نے کام دیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: عنقریب تم لوگ میرے بعد اُثرۃ یعنی حق والوں پر نااہل لوگوں کی ترجیح پاؤ گے "فَاصْبِرُوا حَتَّى تلقَوْنِي علَى الْحوْضِ": صبر کرتے رہو یہاں تک کہ مجھ سے ملاقات ہو حوض کوثر پر۔

اس حدیث میں دو اہم پیغام ہیں:

(۱) پہلا پیغام کیا ہے؟ کہ صبر کرنا ہے۔ کب تک؟ تا قیامت۔

(۲) دوسرا، جو صبر نہیں کرے گا حوض کوثر پر مجھ سے ملاقات نہیں کر پائے گا۔

"حَتَّى تلقَوْنِي علَى الْحوْضِ": صبر ہے تو حوض کوثر پر ملاقات بھی ہے، صبر نہیں ہے تو خروج ہے تو پھر حوض کوثر پر ملاقات ممکن نہیں ہے جیسا کہ دوسری روایت میں آیا ہے کہ فرشتے بعض لوگوں کو روک دیں گے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نہیں جانے دیں گے حوض کوثر کی طرف، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہیں گے کہ میرے امتی ہیں، فرشتے کہیں گے: "اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ نہیں جانتے کہ آپ کے بعد انہوں نے دین میں کیا کیا تبدیلیاں کی ہیں"۔

خوارج نے تبدیلی کی ہے کہ نہیں؟ بدعت ہے کہ نہیں؟ تو جس نے صبر نہیں کیا وہ اہل بدعت میں سے ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حوض کوثر پر ملاقات سے محروم کر دیا جائے گا۔

3- اور تیسری حدیث ضمن کے طور پر میں بیان کر دیتا ہوں آخر میں (صحیح مسلم کی روایت ہے) کہ ایسے ظالم حکمران آئیں گے جو کوڑے بھی ماریں گے مال بھی چھینیں گے اُن کے دل شیطانوں کے ہوں گے انسانی جسم میں۔

صحیح مسلم کی روایت میں سیدنا حذیفہ کی معروف حدیث ہے لمبی حدیث ہے جب خیر اور شر کے تعلق سے سوال کرتے تھے حدیث کے جو اگلے الفاظ ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میرے بعد ایسے آئمہ آئیں گے یعنی حکمران آئیں گے

"لَا يَهْتَدُونَ بِهُدَايَ" (جو میری رہنمائی میرے ہدایت کے راستے پر نہیں چلیں گے)

"وَلَا يَسْتَنُّونَ بِسُنَّتِي" (اور میری سنت پر بھی نہیں چلیں گے (سبحان اللہ، کیسے عجیب سے لوگ ہیں!))

"وَسَيَقُومُ فِيهِمْ رِجَالٌ" (ایسے لوگ اُن میں موجود ہوں گے قائم ہوں گے)

"قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ" (جن کے دل شیطانوں کے ہوں گے انسانی جسم میں)

''قَالَ ''(سیدنا حذیفہ عرض کرتے ہیں)''قُلْتُ: كَيْفَ أَصْنَعُ يَا رَسُولَ اللهِ إِنْ أَدْرَكْتُ ذَلِكَ؟''(اگر میں یہ پالوں اور یعنی میری زندگی میں ایسا کوئی شخص آجائے تو اس وقت میں کیا کروں؟)

''قَالَ ''(اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں)

''تَسْمَعُ وَتُطِيعُ ''(سمع وطاعت کرو)''لِلْأَمِيرِ ''(اُس اُمیر کی (حکمران کی))

''وَإِنْ ضُرِبَ ظَهْرُكَ وَأُخِذَ مَالُكَ فَاسْمَعْ وَأَطِعْ ''(اگرچہ تمہاری کمر پر کوڑے بھی برساتا ہے تمہارا مال بھی چھین لیتا ہے تم سمع وطاعت کرتے رہو)۔(صحیح مسلم نے روایت کیا ہے اور یہ ترمذی اور حاکم میں بھی موجود ہے اور علامہ البانی نے اسے صحیح فرمایا ہے)۔

یہ حل ہے اس مسئلے کا نا کہ سیاسی سرگرمی میں شامل ہونا ہے ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے دیکھتے ہیں کہ اس وقت ہم کہاں پر ہیں، جن احزاب کا میں نے نام لیا ہے کہ کس نے ان احزاب کی بنیاد رکھی ہے میں نے یہ بھی کہا ہے اور چند کوٹنگز (Quotings) جو اِن کی بہت ساری باتوں میں سے ہیں صرف دو دو کوٹنگز (Quotings) میں نے بیان کی ہیں۔ اُن میں سے بعض لوگوں کی جو زیادہ معروف اور مشہور ہیں اور جن کا شر سب سے زیادہ آج امت میں موجود ہے یعنی القاعدۃ اور داعش کہاں سے نکلے ہیں؟ ان ہی لوگوں سے نکلے ہیں ان ہی کی تعلیمات سے باہر نکلے ہیں، لوگ مر جاتے ہیں لیکن فکر باقی رہتی ہے۔ خوارج، ابن ملجم کہاں ہیں؟ مر گئے ہیں مٹ گئے ہیں فکر ابھی بھی باقی ہے بن لادن مر گیا ہے اُس کی فکر ابھی بھی باقی ہے اور نہ جانے یہ لوگ مرتے رہیں گے اور دوسرے آتے رہیں گے سوال یہ ہے کہ ہم لوگ کہاں پر ہیں؟ ہمارا راستہ کون سا ہے؟

راستے صرف دو ہیں:

(۱) ایک صحابہ، تابعین اور سلف کا راستہ ہے، دوسرا اُن کے مخالفین اُن کے دشمنوں کا راستہ ہے۔

(۲) ایک صبر کا راستہ ہے حکمران کے ظلم پر دوسرا خروج کا راستہ ہے۔

ایک صراط مستقیم ہے اور دوسرا سُبُل ہے کیونکہ یہ لوگ آپس میں بھی اختلاف کرتے ہیں یہ سارے کے سارے تحزب کا شکار ہیں۔

صحابہ کرام اور سلف کا راستہ آپ دیکھتے ہیں کہ ایک ہے وہ جس راستے پر چل رہے ہیں سب متحد ہیں آپ کو اُن میں اختلاف نظر نہیں آئے گا ان اصولی مسائل میں، اور یہ جتنے بھی اِن کے دشمن ہیں:

(۱) معتزلہ نے خوارج سے اختلاف کیا کہ نہیں؟ اختلاف کیا ہے۔

(۲) اُن کے بعد میں آنے والوں نے اس راستے کو اختیار کرنے والے جتنے بھی میں ان جماعتوں کے نام لیے ہیں سب کا آپس میں اختلاف ہے کہ نہیں ہے؟ سب کا آپس میں اختلاف ہے (سبحان اللہ)۔

وجہ کیا ہے؟ کہ یہ سارے سُبُل ہیں سب ہوائے نفس کا شکار ہیں۔

ایک سے زیادہ راستے پر کب کوئی شخص چلتا ہے؟ جب اپنی خواہش نفس کی پیروی کرتا ہے۔ اور یہاں پر صرف ایک راستہ کیوں ہے؟ کیونکہ یہ اتباع کا راستہ ہے اس میں خواہش نفس کی کوئی ذرّہ برابر بھی گنجائش نہیں ہے صرف اتباع ہے تسلیم ہے قبول کرنا ہے من وعن سے تسلیم کرنا ہے، اگر صحابہ کرام اور سلف کے راستے پر ہم چل رہے ہیں تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں اور یہ شکر ہم سے یہ تقاضہ کرتا ہے لازماً کہ ہم اس پر مزید

ثابت قدمی کی دعا کریں اللہ تعالیٰ سے اور مزید علم حاصل کر کے اس علم کو ہم خود بھی صحیح سمجھیں اور عمل بھی کریں اور دوسروں تک بھی اس علم کو پہنچائیں۔

اور اگر دوسرا راستہ ہے جو سُبُل ہے جو اہل بدعت کا راستہ ہے اور ابھی تک زندگی اسی راستے پر چل کر گنوائی ہے تو واللہ! ابھی بھی وقت ہے توبہ کا دروازہ ابھی بھی کھلا ہوا ہے، توبہ جب انسان کرتا ہے تو اُس کے پچھلے گناہ اس توبہ سے ختم ہو جاتے ہیں اور توبہ کرنے کی نیت کے مطابق اللہ تعالیٰ اُن کے بُرے اعمال حسنات میں بھی بدل دیتا ہے، یہ اس نیت پر ڈیپنڈ (Depend) کرتا ہے کہ اُس کی نیت کتنی خالصتاً اللہ تعالیٰ کے لیے ہے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے ہمیں ہر تحزب سے دور فرمائے اور ہر شر سے محفوظ فرمائے، ہمیں سلف صالحین کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے (واللہ اعلم)۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتْوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 30. یہ منہج السلف میں سے نہیں ہے-پوائنٹ نمبر 29 سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio